’ڈھا دے مسجد، ڈھا دے مندر...‘!

بھائی کب تک انسانوں کو ”مومن“ اور ”کافر“ کی نظر سے دیکھو گے۔ چھوڑ بھی دو؛ اب تک ’وہیں‘ کھڑے ہو۔ آگے بڑھو۔ انسانوں کو پیار کی نظر سے دیکھنا سیکھو، مشرک ہوں کافر ہوں ہندو ہوں سکھ ہوں انبیاء کو ماننے والوں ہوں انبیاء کو جھٹلانے والے ہوں، اس سے بھلا کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ آخرت میں دیکھی جانے والی چیزیں ہیں دنیا میں نہیں! دنیا کو پیسے، وسائل اور مواقع کی نظر سے دیکھو۔ مخلوق کو بانٹنا ہی ہے تو ’ترقی یافتہ وغیر ترقی یافتہ‘ اور ’مہذب وغیر مہذب‘ میں بانٹو؛ کم از کم اچھے تو لگو گے، کیونکہ یہ مطلق ’انسانی‘ قدریں ہیں، اس میں کوئی انسان تم سے اختلاف نہ کرے گا اور جو اختلاف کرے اس کو انکل سام خود دیکھ لے گا! ایسا کرتے ہوئے کوڑھ مغز تو نہیں لگو گے! البتہ ”دین“ کی نظر سے دیکھنا؟... جس میں انسانی ذوق اور رجحانات ہی متفق نہیں اور نہ کبھی متفق ہو پائیں گے لہٰذا یہ ’تفرقہ‘ کی بنیاد کیسے بن سکتا ہے!؟

بھائی انسان کو انسان کے طور پر دیکھو اور صرف ’انسانی‘ قدروں کی میزان میں تولو۔ ’مطلق انسانی قدریں‘ جو اِن حالیہ صدیوں میں ہم پر یکلخت کہیں سے الہام ہوئی ہیں! ’فضیلت‘ اور ’بھلائی‘ کا مطلق آفاقی حوالہ کوئی ہو سکتا ہے تو بس یہی: انسان اور انسان کی متفق علیہ قدریں اور بس۔ اسلام کا بھی کوئی حوالہ دینا ہے تو وہ جو اِس ’آفاقی‘ فریم میں فٹ آئے۔ اسلام کے اپنے مستقل بالذات حوالے آخر کس کام کے؟! باقی سب مذہبی گروہ اسی میں فٹ ہو رہے ہیں تو اسلام کیوں نہیں؟!

مسلمانوں کی یہی عادت تکلیف دیتی ہے، ’نئی تبدیلیوں‘ کا ساتھ دینے میں بلاوجہ دیر کرنا؛ آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا! نری ضد! اُدھر دیکھو اِس دینِ جدید میں عیسائیت والے کب کے اپنی عیسائیت کو فٹ کرا چکے اور تب سے وہ عیش کر رہے ہیں، کہو تو کوئی ان کی طرف انگلی بھی اٹھائے؛ کچھ اُنہی سے سیکھ لو۔ یہودیت والے اپنی یہودیت کے لیے اِس دین اکبری میں بھاری کوٹہ پا چکے؛ دیکھ لو کس آرام سے جی رہے ہیں۔ ہندو یہاں اپنی الاٹمنٹ کروانے میں لگے

ہیں۔ سکھ ہیں تو ان کے مزے ہیں۔ مجوسی، دہریے، ہم جنس پرست سب اپنی اپنی 'ڈومین' لے چکے: اپنی اپنی دنیا میں مگن، دن دگنی رات چوگنی ترقی... اور تم مسلمان، وہی "ایمان لانے" کی ضد! "کفر" چھوڑنے کی ہٹ! "انبیاء" کو منوانے اور ان کا دامن تھامنے پر اصرار؛ جس کے بغیر نہ نیکی تمہارے ہاں نیکی ہے، نہ کوئی خوبی تمہارے ہاں خوبی ہے۔ کسی کا جنت اور جہنم پر ایمان نہیں تو بھی اس کی خیرات اور "چیریٹی" میں بھلا کیا نقص ہے جو تم اسے ذرہ بھر وقعت دینے کے لیے تیار نہیں! کسی کا مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور جوابدہی کے لیے خدا کے حضور پیش ہونے پر یقین نہیں تو اس کی "خدمتِ انسانیت" میں آخر کیا عیب ہے جو اس کے ان اعلیٰ کارناموں کو تم رتی بھر وزن دینے پر آمادہ نہیں۔ کوئی اپنے بتوں کے نام پر چڑھاوا دے، خدا کے ساتھ ٹھہرائے ہوئے اپنے کسی شریک کے نام پر ذبیحہ کرے، دیویوں کی رضاجوئی میں ہسپتال کھولے، لنگر چلائے، انسانوں کو نفع پہنچائے تم اس کو بھی جہنم کی وعیدیں سنانے سے نہیں ٹلتے۔ خدا کا خوف کرو۔ یہ تمہارا کیسا خدا ہے جو غریب کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھ سکتا، نادار کے پیٹ میں کھانا پڑتا برداشت نہیں کر سکتا محض اس لیے کہ وہ ذبیحہ یا چڑھاوا جو اس انسان کے پیٹ میں گیا خاص اُس کے نام پر ہونے کی بجائے اس کے کسی 'شریک' کے نام پر کر ڈالا گیا تھا؟! رزق، وسائل اور انسانی جذبوں کی ایسی ناقدری؟!

جو حکم مردار کا وہ حکم تمہارے نزدیک اُس نفع بخش صحتمند 'healthy' رزق کا جو غیر اللہ کے نام کر دیا گیا! حفظانِ صحت کے اصولوں کے تحت اس میں کوئی ایک بھی تو کمی آئی ہو! اس میں بھی تو انسانوں ہی کے ساتھ بھلائی کی گئی ہے۔ وہ بھی تو غریبوں، یتیموں اور ناداروں کو کھلایا جانا تھا۔ ایسا نخرہ؟!

نہ بھلائی تمہارے نزدیک بھلائی۔ نہ اچھائی تمہارے نزدیک اچھائی۔ انسان کا سارا ٹیلنٹ رُل جائے، احساسات خاک میں مل جائیں، سماجی میلانات مجروح ہو کر رہ جائیں، بس تمہاری یہ ایک شرط پوری نہیں ہوئی کہ اس آدمی نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر تمہارے قرآن اور محمد (ﷺ) کا دم نہیں بھرا تو تم اس کا سب کچھ اکارت ٹھہرا دیتے ہو۔ دو دل جڑیں تو تمہیں تکلیف ہونے لگتی ہے، تمہاری 'غیرت' جاگ اٹھتی ہے اور تمہارا یہ "ادیان کا فرق" ایک مسلم لڑکی اور ہندو لڑکے کے پیار میں آڑے آ جاتا ہے؛ ذرا خود سوچو "پیار" ایسی آفاقی قدر،

جس پہ دلوں کو اختیار ہی نہیں ہے! اور جس کے 'تقدس' پر ہمارے ادب اور شاعری نے ڈیڑھ سو سال تک تمہارے دماغ صاف کرنے کے لیے مغزماری کرلی، اسٹیج، فلم، ڈرامے اور شوبز نے زور لگالیا، تھیٹر روہانسا ہو گیا، ریڈیو نے گلا تھکا لیا، لچر گانے بازگشت بنے تمہارے پیچھے پھرتے رہے، ہمارا آرٹ، فیشن، میڈیا سب بھاڑ جھونک بیٹھے اور تمہاری وہی ایک رَٹ: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ (الممتحنة: 10) **"نہ یہ (مومن عورتیں) ان (مشرک مردوں) کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (مشرک مرد) اِن (مومن عورتوں) کے لیے"**!

"ملتوں کا فرق" کسی گہری خلیج کی طرح تم نے اپنے اور دوسرے انسانوں کے مابین ڈال رکھا ہے؛ اندازہ تو کرو اِکیسویں صدی میں بھی تم اِسی خلیج کو گہرا کرنے میں لگے ہو! "کفر واسلام" نام کی یہ فصیل تم اِس عہدِ گلوبل ازم میں اٹھانے کی سوچ رہے ہو؛ تمہاری یہ ہمت! ایسی اونچی فصیلیں یہاں تم ہمارے اُس مطلوبہ جہان کے راستے میں کھڑی کرنے لگے جس کے، ہمارے 'انسانیت' کے غم میں گھلنے والے میسونی Freemasonic دماغوں نے، صدیوں خواب دیکھے تھے اور جس کے راستے کی ایک فصیل "خلافت" کو ہم نے بمشکل تمام گرایا اور پھر اس کو گرانے کے بعد بھی سو سال تک اپنی مطلوبہ تعمیرات کے لیے زمین ہموار کرتے رہے کہ تم ایک نئ فصیل کھڑی کر لائے: ملتوں کا فرق! کافر سے براءت! شرک اور اہل شرک سے بیزاری! "مغضوب علیھم" اور "ضالین" ایسی بھیانک اصطلاحیں جو 'پنجوقتہ نماز' سے ہی نکالی جانے لگیں! اور اس کی ایسی ایسی تفسیریں[1] جو سوائے کچھ سر پھروں

---

1 **تفسیر طبری سے چند ماثور اقوال (مستند تفسیری اقوال)** بابت سورہ فاتحہ کی آخری آیت:

اثر نمبر 190: ابن عباس نے کہا: انعمتَ علیھم سے مراد ہے: ایمان لانے والے

اثر نمبر 191: وکیع نے کہا: انعمت علیھم سے مراد ہے: مسلمان لوگ

اثر 192: عبد الرحمن بن زید نے کہا: انعمت علیھم سے مراد ہے: محمد ﷺ اور آپؐ کے ساتھ والے۔

اثر 193، 194: عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے، کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: المغضوب علیھم سے مراد ہے یہود۔

اثر 195: عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اللہ کے کلام میں "غیر المغضوب علیھم" کا جو لفظ ہے اس سے مراد کون ہیں؟ فرمایا: یہود۔

اثر 200: روایت ابن عباسؓ سے، کہا: غیر المغضوب علیھم سے مراد ہے یہود، انہی پر اللہ کا غضب ہوا۔

اور شدت پسندوں کے کسی کو ہضم ہونے کی نہیں اور جو اِس کرۂ ارض کو (''ہمارے'' مطلوبہ نقشے پر) کبھی امن کا گہوارہ[2] بننے دینے والی نہیں!

یہ ہے نیا مذہب جس کا نام ہے ''انسانیت'' یا ''انسان پرستی''۔ ''ہیومن ازم''۔

ان کا کہنا ہے یہ ہیومن ازم ہر مذہب والوں کا ''مذہب'' ہو سکتا ہے، بلکہ یہ تمام مذاہب کی اچھائیوں کا نکالا ہوا سَت ہے اور انسانیت کے جملہ امراض کیلئے اکسیر۔ ہر مذہب کی اچھی چیز اس میں آپ سے آپ آگئی ہے۔ آپ عمل اس پر کریں، پیراڈائم اِس کا قبول کریں، البتہ نیت چاہے جس بھی مذہب کی کریں۔ اچھائی کا آفاقی تصور یہاں سے لیں۔ بلکہ اچھائی ہے ہی آفاقی جو کسی 'اختلافی حوالے' کی پابند نہیں اور کسی نزاعی حوالے کی متحمل نہیں۔ لہٰذا اچھائی وہ جو 'یونیورسل' ہو، یہ کرلیں تو آپ دینِ 'ہیومن ازم' پر ہوئے۔ اضافی طور پر آپ کچھ اور ہوں،

اثر نمبر 201: ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ سے روایت ہے: کہا: غیر المغضوب علیھم سے مراد ہے: یہود۔

اثر 207: عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ولا الضالین سے مراد ہے: نصاریٰ۔

اثر 209: عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کے کلام میں ''ولا الضالین'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہیں نصاریٰ۔

اثر 216: ابن جریج سے روایت ہے، کہا: فرمایا ابن عباسؓ نے: ضالین سے مراد ہیں نصاریٰ۔

اثر 217: ابو صالح حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے، اور مُرّہ ہمدانی حضرات عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، نیز دیگر صحابہؓ سے مروی ہے: کہ ضالین سے مراد ہے: نصاریٰ۔

اِن مستند تفاسیر کی رو سے مسلمان ہر روز، بلاناغہ، پانچ بار نماز میں، اور نماز کی ہر رکعت میں، دست بستہ، خدا سے ملتجی ہوتا ہے کہ وہ اسے یہود اور نصاریٰ کی راہ سے اپنی پناہ میں رکھے اور صرف محمد ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کے ہی راستے پر رکھے۔ **یعنی ان دو راستوں کا تصادم اس قدر واضح ہے** اور اس قدر واضح رکھا جارہا ہے کہ ہر رکعت کا حصہ بنا دیا گیا۔ پس ایک مسلمان ہر چند ساعت بعد یہود اور نصاریٰ سے اپنی بیزاری کا اعادہ کرتا اور انکے ساتھ راستے کا اشتراک رکھنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔

[2] گویا اسلام کے عہد اول میں تو امن پایا ہی نہیں جاتا تھا! حالانکہ اسلام کے سائے میں یہود و نصاریٰ کو جو امن، آسودگی اور تحفظ میسر رہا اس کی تاریخ سے مثال نہیں ملتی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

اس سے فرق نہیں پڑتا: مسلمان، ہندو، عیسائی، دہریہ، سب غیر متعلقہ ہے؛ دیکھنا یہ ہے کہ آپ میں 'اچھائی' کتنی ہے۔ یہ 'اچھائی' ہیومن ازم کی چیز ہے، باقی مسئلے مذاہب کے اپنے اپنے ہیں۔ مذاہب کو اگر یہ دعویٰ ہے کہ وہ دنیا میں 'اچھائی' کو فروغ دیتے ہیں، اور ظاہر ہے کس مذہب کو یہ دعویٰ نہیں، تو وہ اپنے آپ کو 'ہیومن ازم' کی عدالت میں پیش کریں؛ کیونکہ 'اچھائی' کا سارا اِجارہ اِس کے پاس ہے!

آیئے اِس 'اِجارے' کی کچھ روداد سنیں...